(۹)

غلام قادیانی

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عا

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳ | مورخہ ۱۱ رجولائی ۱۹۲۵ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۹ ر ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

چندہ ایک لاکھ کے متعلق انشاء اللہ عنقریب مفصل اعلان شائع ہوگا۔ جس سے معلوم ہوسکیگا۔ کہ مخلصین جماعت احمدیہ نے اس تحریک میں کس جوش و خروش سے حصہ لیا۔ اور خدا کی راہ میں کس فراخ حوصلگی سے اپنے اموال پیش کئے ہیں

مجاہدین شام کی روانگی کی اطلاع احباب کو پہنچ چکی ہے۔ عنقریب بعض اور ممالک کے لئے بھی مجاہدین روانہ ہونے والے ہیں۔

کئی دن کی سخت گرمی کے بعد آج ۹ ر جولائی خوب بارش ہوئی۔

کانفرنس مذاہب لنڈن کی مفصل رپورٹ

گذشتہ سال لنڈن میں جو کانفرنس مذاہب منعقد ہوئی تھی۔ اور جس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اور حضور کا مضمون پڑھا گیا تھا۔ اس کی مفصل روئداد نہایت اعلیٰ طریق سے انگریزی میں چھپکر شائع ہوگئی ہے۔ جس کی صرف پچیس کاپیاں ہمارے دفتر میں موصول ہوئی ہیں۔ اس رپورٹ میں وہ تمام مضامین عمدگی اور خوبصورتی سے درج کئے گئے ہیں۔ جو مختلف مذاہب کے قائم مقاموں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق کانفرنس میں پڑھے۔ اور ساتھ ہی ان کی نسبت مغربی نقطہ نگاہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں کانفرنس کے عام اثرات اور حالات بھی لکھے گئے ہیں۔ ان وجوہات سے یہ ایک قابل یادگار مجموعہ ہے۔ جو سوا پانچ سو صفحہ پر شائع ہوا ہے۔ چھپائی وغیرہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے۔ کہ لنڈن کی مشہور فرم ڈیک ورتھ نے شائع کی ہے۔ کتاب خوبصورت اور مجلد ہے۔ جس کی قیمت چودہ روپے ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ احمدی احباب کے شوق مطالعہ کے لحاظ سے کتابیں بہت تھوڑی تعداد میں آئی ہیں۔ جو احباب منگانا چاہیں۔ نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ وی پی دفتر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے منگوالیں ؛ خاکسار عبد القدیر بی اے افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

پیر جماعت علی شاہ صاحب پر فتویٰ کفر

پچھلے دنوں پیر صاحب موصوف نے اپنے بعض لیکچروں میں جو انہوں نے مختلف مقامات پر دئے۔ یہ دعوے کیا تھا۔ کہ اگر کوئی مرزائی ۔ مرزا کو مسلمان ثابت کرے۔ تو میں دس ہزار روپیہ انعام دونگا۔ لیکن جب جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے روپیہ جمع کرانے کے لئے کہا۔ تو ابھی تک جمع نہیں کرائے

خیر اس کے متعلق تو اس وقت گفتگو ہوگی۔ جب پیر صاحب روپیہ جمع کرا کر میدان میں آئیں گے۔ فی الحال ہم وہ فتویٰ شائع کرتے ہیں۔ جس سے پیر صاحب کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پیر صاحب کو چاہیئے۔ پہلے ان علماء سے اپنے مسلمان ہونے کا سرٹیفکٹ حاصل کریں۔ جنہوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا رکھا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بحث کریں۔ مذکورہ بالا فتویٰ حسب ذیل ہے:۔

"سوال نمبر ۱ پیر جماعت علی شاہ صاحب کا مرید اپنے پیر جماعت علی شاہ کے روبرو پیر کی شان میں اشعار ذیل پڑھتا ہے۔ اور پیر صاحب مذکور سن کر اور خوش ہو کر تمغہ نقرئی عطا کرتا ہے۔ پس ایسے پیر کی بیعت شرعاً جائز ہے۔ کہ نہیں اور کیا یہ اشعار موجب فسق و کفر ہیں۔ کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔ یہ اشعار اس قصیدہ کے ہیں۔ جو جلسہ انوار الصوفیہ میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کے روبرو پڑھا گیا۔ اور پیر صاحب نے تمغہ نقرئی مسمی عبد اللطیف مشتاق کو دیا۔ مومنین کی واقفیت کے لئے رسالہ انوار الصوفیہ کی عبارت بجنسہٖ نقل کر دی جاتی ہے۔ و ہو ہذا۔ قصیدہ درشان مجدد وقت غوث زمان عاشق محبوب المشرقین والمغربین صوفی بے بدل حاجی الحرمین الشریفین قبلہ عالی جناب فیض مآب معلی القاب حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب۔ روحی فداہ مدظلہ العالی۔

(۱) ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب
قطب عالم غوث اعظم وارث پیغمبراں

(۲) اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء
ان کی صورت ان کی سیرت ان کی عادت کلہا کہاں

(۳) یہ غوث و قطب و ولی و زاہد
تیرے در کے غلام چاکر

(۴) نہ طاقت اتنی ہے میری جو لکھوں میں صفت تیری
زمانے کے تمامی اولیاؤں سے تو برتر ہے

(۵) حور و ملک فلک پہ فرش زمیں پر تیرے
نادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

(۶) تم ہو مختار دو عالم دافع رنج و بلا
دین و دنیا میں شاہا ہے بادشاہی آپکی

(۷) تم ہو حل المشکلات اور دافع رنج و بلا
ہے دو عالم میں شاہا عقدہ کشائی آپ کی

(۸) ترا ہی نور اے دلبر نظر آتا ہے ہر شے میں
نہ تیرا کوئی ثانی ہے۔ نہ تیرا کوئی ہمسر ہے

(۹) فرشتے تیرے چاہ سے سیراب ہو کے جاتے ہیں جماعت علی شاہ

(۱۰) ترا عرش قدمی میں حور جناں سب کھڑے دست بستہ جماعت علی شاہ

(۱۱) [illegible] کے ہوئے الکوں ولی ہیں وہ قطب زماں شاہ جماعت علی شاہ ہیں

(۱۱) اگر ستائیں گے نکیرین لحد میں شاہا انکو دکھلاؤنگا اسوقت میں صورت تیری

الجواب۔ اشعار مذکورہ میں اطراد مبالغہ اور غلو ہے۔ اسکا ترک لازم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری اطراد نہ کرو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطراد کی۔ دستخط مولانا مولوی محمد انور شاہ صاحب مدرس اول دار العلوم دیوبند۔ احمد شیر از دار العلوم دیوبند۔

الجواب۔ ایسے اشعار پڑھنا ناجائز ہیں۔ بعض میں تاویل ہو سکتی ہے۔ جن کا ترک اولیٰ ہے۔ بعض میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ الفاظ کفر ہیں۔ ان کے قائل کے ایمان میں کلام ہو سکتا ہے۔ دستخط سراج احمد۔ مدرس مدرسہ دیوبند۔ دستخط حضرت استاذ الکل مولانا مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم۔ بندہ محمود عفی اللہ عنہ۔ حبیب الرحمٰن دار العلوم دیوبند۔ (۴) اشعار مذکورہ میں الفاظ صریح کفر ہیں۔ جو ان کو سن کر خوش ہو۔ اسکے ایمان میں تردد ہے۔ چہ جائیکہ وہ قابل بیعت ہو۔ دستخط عبد اللطیف۔ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ (۵) حور و ملک فلک الخ۔ اس شعر میں بہت سے احتمالات ہیں۔ چاروں کتاب والے سے یا تو انبیاء اربعہ علیہم السلام مراد ہوں گے۔ یا ان کے غیر۔ اگر پہلی صورت ہے۔ تو قائل اور مسموع دونوں مستلزم کفر ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے۔ تو بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو انبیاء اربعہ کے امم مراد ہوں گے۔ یا چاروں فرشتے۔ اگر امم ہوں۔ تو یہ بھی کفر ہے۔ اگر چاروں فرشتے مراد ہیں۔ تو یہ بھی موہم کفر یا مستلزم کفر ہے۔ پس ایسے اشعار کو سن کر جو پیر خوش ہو کر تحفہ اپنے مرید مادح کو دیوے۔ تو ایسے پیر کی بیعت شرعاً حرام ہے۔ دستخط مولانا مولوی ابو صالح۔ دستخط مولانا مولوی عبد الرحمٰن مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ دستخط مولانا مولوی میاں محمد صاحب مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ مولوی محبوب الٰہی مدرس مدرسہ محبوب الٰہی۔ مدرس مدرسہ عبد الرب صاحب دہلی۔ محمد مظہر اللہ مدرس مدرسہ عبد الرب صاحب دہلی۔

الجواب۔ حدیث میں ہے۔ لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم۔ پس ایسے اشعار کی اس حدیث میں ممانعت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص رسول اکرم صلعم کے فرمان کی مخالفت کرے۔ وہ قابل بیعت نہیں۔ دستخط حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ جواب درست ہیں۔ پیر مذکور قابل بیعت نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے مشائخ سے اجتناب بہتر ہے۔ دستخط مولانا مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ۔ امرتسر۔

سوال نمبر ۲ مرید اپنے پیر جماعت علی شاہ پر یوں درود شریف پڑھتا ہے۔ اللھم صل وسلم علی محمد و سیدنا وھادینا و مرشدنا و مخدومنا حافظ جماعت علی شاہ صاحب درود اس طریقہ سے پڑھنا شرعاً جائز ہے۔ یا ناجائز (درسالہ برکات علی پور کا صفحہ)

الجواب۔ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء علیہم السلام پر بطور شعار جائز نہیں۔ دستخط انور شاہ صاحب مدرس اول دار العلوم دیوبند۔ الجواب صحیح احمد شیر عفی عنہ از دیوبند۔ دستخط سراج احمد رشیدی دار العلوم دیوبند۔ دستخط حبیب الرحمٰن۔ از دیوبند۔ دستخط حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم۔ دستخط عبد الرحمٰن مدرس مدرسہ سہارنپور۔ دستخط محمد شفیع مدرس مدرسہ عبد الرب صاحب دہلی۔ محبوب الٰہی۔ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد مظہر اللہ۔ مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب دہلی۔ محمد میاں صاحب مدرس۔ مدرسہ حسین بخش دہلی۔ دستخط مولانا عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ دستخط۔ مولانا مولوی محمد حسن صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر۔ دستخط احمد رضا خان صاحب بریلوی۔

نوٹ۔ (مفصل عبارت کیلئے ملاحظہ ہو۔ اشتہار مطبوعہ لاہور منجانب انجمن حزب النعمان)

رسید و شکریہ

حسب ذیل جماعتوں کے سکرٹری صاحبان تبلیغ کی طرف سے ۲۲ر جون سے ۴ر جولائی تک ماہ مئی کی تبلیغی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ چونکہ محرر دفتر کی بیماری کی وجہ سے کام بہت جمع ہو گیا ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار ان تبلیغی رپورٹوں کی رسید دیکر سیکرٹری صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ افسوس بھی کیا جاتا ہے۔ کہ ماہ مئی کی رپورٹوں کا آخر جون بلکہ بعض جگہ سے ۴ر جولائی تک وصول ہونا بہت ہی تعجب کی بات ہے۔ حالانکہ میں نے خطوط اور سرکلر کے ذریعے سے احباب سے بارہا درخواست کی ہے۔ کہ رپورٹیں زیادہ سے زیادہ دس تاریخ تک وصول ہو جانی چاہئیں۔ امید کہ احباب آئندہ میری اس خواہش کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے:۔

جھنگ۔ لودی ننگل ضلع گورداسپور۔ پسرور ضلع سیالکوٹ۔ دہلی۔ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ۔ اجمیر ضلع ہوشیارپور۔ گھٹالیاں۔ کوٹلی نرائن ضلع سیالکوٹ۔ بگول۔ ضلع گورداسپور۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - یوم شنبہ - ۱۱ر جون ۱۹۲۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر
مجاہدین شام کی الوداعی دعوت میں

آج ۲ و ۳ جون ۱۹۲۵ء جس غرض کیلئے ہمارے بچوں نے ٹی پارٹی دی ہے وہ وہ

غرض وحید

ہے۔ جس کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور جس غرض اور مقصد کو آج دنیا جنون اور پاگل پن خیال کرتی ہے۔ غیر مسلم تو الگ رہے۔ مسلمانوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ کے وہ لوگ جن کی نظریں وسیع اور جن کے معلومات زیادہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان میں سے ۹۹ فیصدی یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے دلوں میں یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم کا دنیا میں اس طریق سے رائج ہونا جس طریق پر پہلے رائج ہوئی تھی۔ ناممکن ہے۔ یورپ کی تعلیم۔ یورپ کا طریق۔ یورپ کا فلسفہ۔ یورپ کی تہذیب۔ یورپ کا تمدن ان باتوں نے ان کے قلوب پر ایسا گہرا اثر کیا ہے۔ اور اتنی گہری جڑھیں پکڑ لی ہیں۔ کہ اس درخت کا اکھیڑ پھینکنا انسانی فہم و فراست میں نہیں آسکتا۔ دنیا میں

دو قسم کے یقین

ہوتے ہیں۔ ایک جہالت سے اور ایک علم سے۔ میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ قرآن کریم پڑھنے والے لوگ ان دونوں قسموں میں منقسم ہوتے ہیں۔ دونوں کو قرآن پر یقین ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلمات ہیں۔ ان میں سے ایک تو بغیر علم قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے۔ بغیر نئی معلومات رکھنے کے۔ بغیر فلسفہ کی واقفیت کے بغیر قرآن کریم میں گہرا جانے کے پڑھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ خدا کا کلام ہے۔ اسے اس بات پر یقین ہوتا ہے۔ مگر وہ یقین

عرفان اور معرفت

کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جہالت کا یقین ہوتا ہے۔ پھر جب کوئی شخص اس درجہ سے ترقی کرتا ہے۔ اور قرآن کریم کی اس تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ کہ جاؤ جاکر دنیا کو دیکھو۔ وہ جاکر دنیا کو دیکھتا ہے۔ تو اس کے نظاروں کو قرآن کریم کے خلاف پاتا ہے۔ اس وقت اس کا دل شکوک اور شبہات سے بھر جاتا ہے۔ لیکن اس مرحلہ پر پہنچ کر جو شخص ہمت نہیں ہارتا۔ بلکہ یقین رکھتا ہے۔ کہ قرآن کریم بلا شبہ خدا کا کلام ہے۔ اس وقت وہ اپنے ناقص علم سے قرآن کے خلاف فیصلہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر گہرا غور و فکر کرتا ہے۔ تو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کی کھڑکیاں اس پر کھولی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ایسے دروازہ سے گذرتا ہے۔ کہ اسے

قرآن کریم میں نور ہی نور

نظر آتا ہے۔ اس پر بڑے بڑے خزانے کھولے جاتے ہیں باریک در باریک راز منکشف کئے جاتے ہیں۔ اسوقت وہ دیکھتا ہے۔ کہ قرآن کریم کا ہر لفظ قانون قدرت کے مطابق ہے۔ اس وقت اس کے دل میں بھی یقین داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر کوئی علم۔ کوئی مشاہدہ اس کے یقین کو باطل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اور زیادہ مضبوط کرتا ہے۔ یہ

تین حالتیں

ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک مومن گذرتا ہے۔ اسوقت نہ صرف عام مسلمانوں سے بلکہ احمدیوں میں سے بہت لوگ جو یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام دنیا میں پھیلیگا۔ ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں۔ جو

پہلے درجہ میں

ہی ہیں۔ وہ ان مشکلات اور رکاوٹوں کو نہیں جانتے۔ جو اشاعت اسلام میں حائل ہیں۔ وہ لوگوں کے عقائد اور خیالات اور حالات کے گہرے اثر سے واقف نہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ کوئی وجہ نہیں دنیا اسلام کو نہ مان لے۔ ہم فلاں گاؤں میں گئے تھے۔ وہاں یہ دلائل دئے تھے۔ جنہیں لوگوں نے مان لیا تھا۔ حالانکہ بات یہ ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے ادنیٰ تعلیم والے لوگوں کے سامنے دلائل پیش کئے ہوتے ہیں۔ اور خواہ وہ ایم۔ اے ہی کیوں نہ ہوں۔

حقیقی علوم سے ناواقف

ہوتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں نے دلائل تسلیم کر لئے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ساری دنیا اسی طرح تسلیم کرے گی اور وہ دنیا تسلیم کرے گی جس کا یہ خیال ہے۔ کہ اسلام کی پہلی تعلیم نے ہی مسلمانوں کو گرایا ہے۔ اب نئی تعلیم کی ضرورت ہے۔ جو ترقی کی طرف لے جائے۔ اس کے لئے وہ کوئی دلیل نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی بنیاد ایسے مشاہدہ پر رکھتے ہیں۔ جو حقیقت میں تو مشاہدہ نہیں۔ مگر اس نے لمبے تاثر کی وجہ سے مشاہدہ کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ اور نسلاً بعد نسلاً اثرات ڈالتا چلا آرہا ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ یورپ کے کسی علاقہ میں چلے جاؤ۔ اور اسلام کی تعلیم پیش کرو۔ سننے والا ہاں میں ہاں ملاتا رہے گا۔ لیکن جب کہو۔ اس تعلیم پر عمل کرو۔ تو کہے گا۔ آپ مجھے پاگل بنانا چاہتے ہیں۔ کہ میں اس اعلیٰ تمدن کو چھوڑ کر پرانے زمانہ کے تمدن کو اختیار کر لوں۔ وہ ہاں میں ہاں اس لئے ملاتا ہے۔ کہ اس کے پاس ان دلائل کا کوئی جواب نہیں ہوتا جو اسلامی مسائل کے متعلق دی جاتی ہیں۔ مگر

زمانہ حال کے اثرات

اس پر اسقدر غالب آچکے ہیں۔ کہ وہ ان مسائل پر عمل نہیں کرنا چاہتا۔ اور کہدیتا ہے۔ یہ باتیں دل خوش کرنے کیلئے ہیں۔ ہم لوگ ان سے عملاً فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

ان حالات کو دیکھکر خیال آتا ہے۔ کہ اسلام کا دنیا میں پھیلانا ناممکن ہے۔ اور ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسا بچے کے لئے آسمان سے ستارہ لانا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ ممکن ہے سائنس کا کوئی تجربہ ستاروں کو کھینچکر زمین پر لے آئے۔ مگر یہ عقلاً ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان ذرائع کے ساتھ جو ہمارے پاس ہیں۔ ہم یورپ کے تمدن کو اکھیڑ کر اس کی جگہ

اسلامی تمدّن

قائم کر سکیں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی چیز ہمیں تسلی دے سکتی۔ ہماری ہمت بندھا سکتی۔ ہمارے حوصلے قائم کر سکتی ہے۔ تو وہ صرف اس انسان کا قول ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا۔ اور جس کی صداقت اور راستبازی پر ہم ایمان لائے۔ یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر اس کے قول کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو پھر کوئی چیز ایسی نہیں جو یقین دلا سکے۔ کہ دنیا میں اسلام کا دور دورہ ہو جائیگا۔ صرف ایک ہی چیز ہے جو اس امر کو ناممکن سمجھنے سے روکتی ہے۔ اور وہ اس انسان کا قول ہے جس کا قول ہر سچائی سے بڑھ کر سچا ہے۔ اور وہ مسیح موعود ہے۔ چونکہ ہم نے اس میں ہو کر خدائی قدرتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس لئے اس مشاہدہ کے بعد ہم قانون قدرت کو تو جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا سمجھنا ہماری عقل پر منحصر ہے۔ اور ہم نے عقل کو بارہا ٹھوکریں کھاتے دیکھا ہے۔ ہم اپنے تجربہ کو جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم سے کئی بار غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر ہم اس کی باتوں کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ جس نے خدا تعالےٰ سے کلام پا کر ہمیں سنایا۔ کیونکہ ہم نے اس کے کلام میں وہ صداقت دیکھی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ اور اگر

سچ پوچھو

تو ہمیں قرآن کریم پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اسی کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں۔ کہ اس کے ذریعہ آپؐ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں۔ کہ اس سے آپؐ کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ ہم کیوں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں۔ اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا۔ کہ قرآن پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر یقین اس کی نبوت کی وجہ سے ہوا ہے۔

اگر حضرت مرزا صاحب کا وجود نہ ہوتا

اور ہم آباؤ اجداد کی اندھی تقلید نہ کرتے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا رسول سمجھتے۔ یہ آپ ہی نے آکر بتایا۔ اور ثابت کیا۔ تو ان حالات میں ایک چیز ہی ہے۔ جو اس بات کا یقین دلاتی ہے۔ کہ

اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا

ورنہ ظاہری حالات سخت خلاف ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا کتنا اہم اور مشکل کام ہے۔ اس کے متعلق ہمارا یہ خیال۔ کہ ہم اسے اپنی سعی اور تدبیر سے کر لیں گے۔ ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے۔ میں سر مار کر ہمالیہ گرا دوں گا۔ یا ایک چلو سے سارے سمندر خشک کر دوں گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ

مادیات میں تغیر

آسان ہوتا ہے۔ بہ نسبت قلوب میں تغیر کرنے کے۔ ایسے عظیم الشان کام کے لئے جب ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ ایسی طاقت سے تعلق رکھیں جو تمام طاقتوں کا منبع ہے۔ اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔ وہ ایک ہی ذات ہے۔ جو

خدا تعالیٰ کی ذات

ہے۔ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود کی ذات میں کوئی نشان دیکھا۔ اگر آپ کے کلام میں معجزہ نظر آیا۔ اگر آپ کی تحریر میں بے نظیر قوت دیکھی۔ تو اس کی ایک ہی وجہ تھی۔ کہ اس انسان پر جس کا جسم ایسا ہی تھا جیسا کہ ہمارا جسم ہے۔ جس کی عقل ایسی ہی تھی۔ جیسی ہماری ہے۔ جس کا علم ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ ہمارا ہے۔ بلکہ بہتوں سے کم ہوگا۔ اس پر جب خدا کا ہاتھ آگیا۔ تو اس میں ایسی طاقت پیدا ہو گئی۔ کہ اس کا وجود خدا کا وجود ہو گیا۔

اب وہی دروازہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے۔ اگر ہم کامیاب ہوں گے۔ تو صرف اسلئے کہ خدا ہماری مدد کریگا۔ اگر خدا مدد نہ کرے۔ تو اپنے مدعا میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور یقیناً ناکامی ہمارے حصہ میں آئے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ ہماری مثال وہی ہو۔ جو کسی شاعر نے بیان کی ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ساری دنیا سے ہم نے بگاڑ لی۔ دنیا ہمیں واجب القتل قرار دیتی ہے۔ اور نہ صرف اسے جائز فعل کہتی ہے۔ بلکہ کار ثواب سمجھتی ہے۔ چنانچہ ہم نے سنا ہے۔ کابل میں ہمارے شہدا کے مارے جانے پر وہاں سے بعض لوگوں نے ہندوستان میں خط لکھے۔ کہ ہم نے تمہارے نام پر ان پر تین پتھر پھینکے۔ یہ تو

ہمارے وجود کی قیمت

ہے۔ حکومتوں اور سلطنتوں سے ہمیں حفاظت حاصل نہیں۔ پس اگر ساری دنیا کو ناراض کر کے۔ اور اپنے خلاف بھڑکا کر خدا تعالےٰ کی مدد نصرت اور فیضان بھی حاصل نہ ہو۔ تو ہمارے جیسا بدبخت اور کوئی نہ ہوگا۔ اس وقت میں

تبلیغ پر جانیوالوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اپنے اندر اخلاص ایمان اور جذب پیدا کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایسا تعلق جوڑیں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کے ہاتھوں زبانوں۔ حرکات سکنات خیالات۔ جذبات اور تصورں میں داخل ہو جائے۔ ہر چیز جو ان سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ خدا میں سے ہو کر ظاہر ہو۔ اور ان کا وجود اسطرح مٹ جائے۔ کہ اسکا پتہ ہی نہ رہے۔ اس کے لئے میں ان کو نصیحت کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اب تک ہماری جماعت سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ میں نے بارہا اس سے روکا بھی ہے۔ مگر اس جماعت نے جو اخلاص میں بے نظیر ہے۔ اور اپنا نمونہ نہیں رکھتی۔ تا حال اس پر عمل نہیں کیا حالانکہ وہ میری طرف سے نہ تھی۔ بلکہ مسیح موعود کی طرف سے ہی تھی۔ اور وہ یہ کہ

مباحثات کو ترک کر دو

میرے نزدیک وہ شکست ہزار درجہ بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو۔ بہ نسبت اس فتح کے۔ جو لوگوں کو حق سے دور کر دے۔ کیونکہ اس قسم کی فتح میں نفس کی کامیابی ہوگی۔ مگر اس شکست سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہوگی۔ پس ایک دفعہ پھر جبکہ ہمارے مبلغ تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ انہیں اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مباحثات کو چھوڑ دیں۔ اور ایسی طرز اختیار کریں۔ جس سے دوسروں کے ساتھ ہمدردی خدا تعالےٰ سے خشیت اور ڈر ظاہر ہو۔ ان کے مدنظر ایک ہی غرض ہو۔ اور وہ یہ کہ

خدا کا جلال ظاہر ہو

اپنی نفسانیت کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ اور اپنے آقا و مقدس رسول کا حلقہ بگوش ثابت کیا جائے۔ مگر یہ بات بغیر نفس کو مارے اور شکست قبول کرنے کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور جن لوگوں میں یہ مادہ نہیں۔ کہ نفس کی خواہش کو خدا کے جلال کے لئے قربان کر دیں۔ وہ خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ اگر کوئی شخص سو میں سے ۹۹ باتوں میں قربانی کرتا ہے۔ مگر ایک بات میں نہیں کرتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی نظر میں ان ۹۹ باتوں کی کوئی قدر نہ تھی۔ اور اس ایک بات کی تھی۔ جسے اس نے قربان نہ کیا۔ پس جانے والے مبلغوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ سفر اور حضر میں اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ ان کی تمام گفتگوؤں کا ایک ہی مقصد اور مدعا ہو۔ اور وہ یہ خدا کا جلال اور اس کی شان ظاہر ہو۔ نہ یہ کہ ان کے نفس کی فتح ہو ٭

پھر میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس سلسلہ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ہم پر

بڑے بڑے احسان

کئے ہیں۔ شائد کبھی کسی کے دل میں خیال آیا ہو۔ کہ ہم نے سلسلہ کے لئے کچھ قربانی کی ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو۔ کہ اس سلسلہ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ان

عزتوں کے سامان

کئے ہیں۔ جو اور ذریعہ سے حاصل ہی نہیں ہو سکتیں۔ عزت کسی بڑے تختے کا نام نہیں۔ مال و دولت کا نام نہیں۔ عزت اس چیز کا نام ہے۔ کہ کسی کے لئے کس قدر لوگ قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں اگر کسی شخص کے ساتھ ایک ہی آدمی ہے۔ اور وہ ایسا آدمی ہے۔ کہ اپنے وجود کو اس کے لئے فنا کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو اسے ایسی عزت حاصل ہے۔ جو بادشاہت سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اگر کوئی بادشاہ ہو۔ مگر اسے یہ خطرہ ہو۔ کہ شائد کوئی مجھے مار ڈالے۔ یا میری بات نہ مانے تو وہ باعزت نہیں کہلا سکتا۔

باعزت وہی ہے

کہ خواہ اس کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو۔ مگر اس کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ بات ہماری جماعت میں حاصل ہے جنہوں نے اس میں شامل ہو کر دین کی خدمت کی ان سے اخلاص اور محبت رکھنے والی ایسی جماعت ہے۔ جو ان کی خاطر اپنا آرام و آسائش قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ اس کے دل میں ان کا ادب ایسا راسخ ہو گیا ہے۔ کہ کوئی چیز اسے نکال نہیں سکتی۔ یہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کی برکت

ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نہ آئے ہوتے۔ تو ہم بھی انہی پراگندہ طبع اور پراگندہ خیالات لوگوں میں سے ہوتے۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ ہم میں سے اگر کوئی مجسٹریٹ۔ ڈپٹی یا گورنر بھی ہو جاتا۔ تو بھی کیا ایسی عزت حاصل کر سکتا تھا۔ جیسی احمدی ہو کر حاصل ہوئی ہے۔ کیا اس وقت اس کے ساتھ محبت اور پیار کرنے والے۔ اس سے اخلاص رکھنے والے اور اس کے لئے قربانی کرنے والے اسی طرح لوگ ہوتے۔ جس طرح اب ہیں۔ اس صورت میں یہ حالت ہوتی کہ ظاہر میں تو اس کا ادب کرتے۔ مگر دل میں گالیاں دیتے۔ یا اگر سیاسی لیڈر ہوتے۔ تو اول تو یہ میدان اس قدر وسیع ہے۔ کہ نہ معلوم ان کا ٹھکانا کہاں ہوتا۔ مگر فرض کرو۔ اس میدان میں کسی کو وہی درجہ حاصل ہو جاتا۔ جو گاندھی جی کو حاصل ہوا۔ تو پھر بھی کیا ہوتا۔ دیکھ لو۔ آج ان کا کیا حال ہے۔ وہ خود تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ اب میرا اثر نہ مسلمانوں پر ہے۔ اور نہ ہندوؤں پر۔ نہ مسلمان میری بات مانتے ہیں۔ نہ ہندو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سیاسی لیڈروں کو جو قوم ایک وقت تخت پر بٹھاتی ہے۔ وہی دوسرے وقت لاتوں سے پکڑ کر نیچے گھسیٹ لاتی ہے۔ مگر تم حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایسے تخت پر بٹھائے گئے ہو۔ کہ جس سے کوئی گرانے والا نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن عزت اور توقیر بڑھ رہی ہے۔ اور تم اس طرح مطمئن ہو۔ جیسے کوئی بڑے سے بڑا جرنیل اور بادشاہ بھی اپنی فوج میں مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسیح موعود کی وجہ سے تم آگے ہی آگے ترقی کر رہے ہو۔ دیکھو جتنے لمبے عرصہ سے تمہاری عزت قائم ہے۔ کوئی

بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر

ایسا نہیں۔ بلکہ یورپ کا بھی کوئی سیاسی لیڈر ایسا نہیں۔ جسے اتنا عرصہ عزت حاصل رہی ہو۔ حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد جو لوگ ممتاز ہوئے۔ ان کے امتیاز پر آج ۱۸ سال گذر رہے ہیں مگر یورپ کے لوگوں کو دیکھو۔ مسٹر لائیڈ جارج آج سے چھ سال پہلے انگلستان میں اس قدر عزت اور شہرت رکھتا تھا۔ کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ مگر آج وہ جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے۔ اور کوئی پوچھتا نہیں۔ غرض کوئی ایک بھی مدبر اور سٹیٹسمین ایسا نہیں۔ جس کی اتنا لمبا عرصہ عزت قائم رہی ہو۔ اپنے ملک کے لیڈروں کو ہی دیکھ لو۔ آج جسے سروں پر بٹھایا جاتا ہے۔ کل اوندھے منہ گرا دیا جاتا ہے۔ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی کو ایک وقت مجدد کی حیثیت دی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ مولوی محمد علی اور شوکت علی صاحبان نے بھی ان کی بیعت کر لی تھی۔ مگر آج انہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ آریوں میں لالہ منشی رام صاحب بڑی عزت رکھتے تھے۔ مگر ان کے خلاف بھی بڑے بڑے اشتہارات شائع ہوئے۔ اور ان پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ مگر تم لوگ

حضرت مسیح موعود کے طفیل

ایسے مقام پر ہو۔ کہ تمہیں اس قسم کی تشویش نہیں۔ یہ محض خدمت دین کے باعث ہے۔ اگر ہم اس کی قیمت کا اندازہ نہ لگائیں۔ تو یہ ہماری سخت

احسان فراموشی

ہو گی۔ یہ خدا تعالےٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اور اس اطمینان کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور خدا کے جلال کے لئے اپنی زندگی کی ہر گھڑی خرچ کرنی چاہیئے۔

میں نے کل ایک دعوت میں بیان کیا تھا۔ کہ

اہل عرب کے ہم پر بہت بڑے احسان ہیں

کیونکہ ان کے ذریعہ ہم تک اسلام پہنچا۔ ہمارا رونگٹا رونگٹا ان کے احسان کے نیچے دبا ہوا ہے۔ ان کا بدلہ دینے کے لئے ہمارے یہ مبلغ وہاں جا رہے ہیں۔ ان میں سے سید ولی اللہ شاہ صاحب پر دوہری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ انہوں نے علم بھی اس ملک سے حاصل کیا ہے۔ اب ان کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو روحانی علم دیں۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ مبلغ کی حیثیت سے نہیں جا رہے۔ بلکہ

مدبّر کی حیثیت

سے جا رہے ہیں۔ ان کا کام یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس ملک میں کس طرح تبلیغ کرنی چاہیئے۔ مبلغ کی حیثیت سے مولوی جلال الدین صاحب جا رہے ہیں۔ ان کو اسی مقصد کے لئے اپنا وقت صرف کرنا چاہیئے تاکہ ان کے جانے کا مقصد فوت نہ ہو جائے۔ انہیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر کام کی نوعیت اپنے اثرات کے لحاظ سے اچھی یا بری ہوتی ہے۔ میں طبعی طور پر اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں کہ

تبلیغ کا کام

مجھے نہایت پسندیدہ ہے۔ بچپن میں اگر میرے دل میں آئندہ زندگی کے متعلق کوئی احساس تھا۔ تو یہی کہ دنیا میں تبلیغ کے لئے نکل جاؤں گا مگر باوجود اس خواہش کے خدا تعالےٰ نے ایسا کام سپرد کیا۔ کہ مرکز میں رہوں۔ اور سوائے کسی اشد ضرورت کے باہر نہ نکلوں۔ میں نے اپنے لئے یہی فیصلہ پسند کیا۔ گو طبعی طور پر اس میں بعض ایسی باتیں ہیں۔ کہ جو میری فطرت کے خلاف ہیں۔ مگر یہ فیصلہ اس فیصلہ سے بے انتہا بہتر ہے۔ جو ہماری عقل تجویز کرتی ہماری تمام ذلتیں (ہماری سے مراد جماعت احمدیہ نہیں۔ بلکہ سارے مسلمان ہیں) ہماری تمام تباہیاں اور ہماری تمام بربادیاں اس لئے ہیں۔ کہ ہمیں یہ خیال نہیں۔ کہ کوئی کام اس وقت تک عمدگی سے نہیں ہو سکتا تھا۔ جب تک

مضبوط مرکز

نہ ہو۔ دراصل اس سے بڑی قربانی کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ انسان اس کام میں لگ جائے۔ جس کے بظاہر نتائج نہ نکلتے ہوں۔ خواہ حقیقت میں اس کے نتائج بہت وسیع ہوں۔ مثلاً قادیان میں رہ کر جو لوگ کام کرتے ہیں۔ ان کا کام مبلغوں کے کام کے مقابلہ میں نمایاں نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ کہتے بھی ہیں۔ کہ وہ کیا کرتے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ قادیان میں خوشی سے کام کرنیوالا اس شخص سے بہت زیادہ ذمہ دار ہے۔ جو کسی ملک کو احمدی بنا رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ گھوڑے کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور

مسلمانوں کی تباہی

اسی وجہ سے ہوئی ہے۔ کہ ان کا کوئی مضبوط مرکز نہ رہا۔ اگر مضبوط مرکز ہوتا۔ تو اس طرح تباہ نہ ہوتے۔ اور اس طرح چیلوں اور گدھوں کی خوراک نہ بنتے ؛

پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ گو وہ طبعی خواہش اور ذاتی ذوق کے مطابق نہ ہو۔ اور خواہش یہ ہو۔ کہ دنیا کے گوشوں میں پھر کر تبلیغ اسلام کی جائے اور خاص کر جن کے احسان کا بار ان کے کندھوں پر ہے۔ ان کا حق ادا کیا جائے۔ لیکن پھر بھی انتظام کو مدنظر رکھتے ہوئے اب جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہی زیادہ اہم ہے۔ اگر بعض حکمتیں نہ ہوتیں۔ تو میرے نزدیک ایسے کام کے لئے ایک مرکزی آدمی کو بھیجنا گناہ ہوتا۔ پس انہیں اپنے مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

آخر میں پھر میں اپنے عزیزوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر خدا کا تعلق ہے۔ اگر ہم اپنے نفسوں کی اصلاح کریں۔ تو دنیا کی سب چیزیں ہمارے قبضہ میں آسکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر ہے۔ جس کا دوسرا مصرعہ الہامی ہے۔ کہ ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اگر تمہارے دلوں میں خدا تعالےٰ کی محبت اس کی خشیت ہو۔ تو تمہارا ہر کام ٹھیک ہوگا۔ پس تم اپنے قلوب میں

خشیت اللہ اور ایمان

پیدا کرو ؛

اس کے بعد میں جانے والے عزیزوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ گو جسمانی طور پر وہ ہم سے جدا ہونگے۔ اور ایک عزیز تو لمبے عرصہ کے لئے جدا ہو رہا ہے۔ مگر روحانی لحاظ سے وہ ہمارے قریب ہونگے۔ اس وقت ان کے متعلق ان کے رشتہ داروں کے جو جذبات ہیں۔ میں انہیں سمجھ سکتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ رشتہ داروں کو جسمانی طور پر جو صدمہ ہوگا اس کے مقابلہ میں روحانی تعلقات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کے سامنے

جسمانی تعلقات

حقیر ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے جذبات ہوتے ہیں۔ کہ قریبی سے قریبی رشتہ داروں میں بھی ویسا جذبہ نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں۔ ان کی جدائی سے فراق کا صدمہ اٹھانے والے وہی لوگ نہیں۔ جو جسمانی تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ اور جماعت بھی ہے جو روحانی تعلق رکھتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں روحانی تعلق رکھنے والوں کو قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی حالتیں میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے عملی طریق سے ثابت کریں۔ کہ وہ مومن اور مخلص ہیں۔ اور ایسی

باتوں سے مجتنب رہیں۔ جو فتنہ کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اور ایسے طریق اختیار کریں۔ جو

اسلام اور سلسلہ احمدیہ

کہ دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے والے ہوں۔ مسلمانوں کو تباہ ہی انشقاق اور افتراق نے کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو آج یہ روز بد بھی نہ دیکھنا پڑتا۔ جب کوئی شخص کسی کام پر کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ میری یہ رائے ہے۔ اسی کے مطابق ہونا چاہیئے لیکن اگر وہ ایسی جگہ نہ کھڑا ہو۔ کہ خدا نے اسے کھڑا کیا ہو۔ تو اس وقت اسے عام رائے کو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اپنی رائے کو اس کے مقابلہ میں قربان کر دینا چاہیئے۔ خواہ اپنی رائے کتنی ہی عزیز کیوں نہ ہو ؛

پھر ان کا یہ کام ہے کہ ان کے ذریعہ جو جماعت خدا تعالےٰ پیدا کرے۔ اس کا تعلق مرکز سے اس طرح قائم کریں۔ جس طرح عضو کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو ہماری

ترقی ہی موجب تنزل

ہوگی۔ اور وہی مصرعہ صادق آئے گا۔ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اگر کوئی قوم ترقی کرے۔ مگر اس میں اتحاد نہ ہو۔ مختلف ممالک کے لوگوں کے درمیان ایسا رشتہ وداد نہ ہو۔ جو سب کو ایک وجود کی طرح بنائے۔ ان کے شعور اور افکار کو ایک سے نہ کردے۔ تو اس کا بڑھنا تنزل کا باعث ہوتا ہے۔ اور ایک ایک آدمی جو اس میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی خرابی کا باعث بنتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے پانی کے گلاس میں ایک تولہ پیشاب ڈال دیا جائے۔ اس سے بے شک پانی کا وزن بڑھ گیا۔ مگر اس میں کیا شک ہے۔ کہ سارا گلاس خراب ہوگیا۔ تو اس طرح کی ترقی کا نہ صرف کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طرح پہلے جو جماعت ہو۔ وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اگر مختلف ممالک کی مختلف جماعتوں میں اتحاد نہ ہو۔ تو یہ

ترقی تنزل کا پیش خیمہ

ہوگی۔ پس مبلغین کا سب سے مقدم فرض یہ ہے۔ کہ احمدیت میں داخل ہونے والوں کا آپس میں ایسا رشتہ اور محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جس کی وجہ سے ساری جماعت اس طرح متحد ہو۔ کہ کوئی چیز اسے جدا نہ کر سکے۔ اگر شامی احمدی ہوں۔ تو انہیں یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں۔ کہ ہم شامی احمدی ؛

یہی بات ہندوستانی احمدیوں کو یاد رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ مذہب اسلام وطنیت کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ حب وطن کو مٹانا چاہتا ہے۔ اسلام تو خود کہتا ہے۔

حب الوطن من الایمان کی علامت ہے

مگر وہ وطن کو ادنیٰ قرار دیتا ہے۔ اور اس سے اعلیٰ یہ خیال پیش کرتا ہے۔ کہ ساری دنیا کو اپنا وطن سمجھو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ انسانیت کو وطن سمجھو۔ دنیا سے مراد تو وہ انسان ہوتے ہیں۔ جو زندہ ہوتے ہیں۔ مگر انسانیت سے مراد وہ تمام انسان ہیں۔ جو پہلے گذر چکے۔ اور جو آئندہ آئیں گے۔ ایک

مسلمان کا کام

جہاں پہلوں کی نیکیوں کو قائم کرنا۔ اور ان کے الزامات کو مٹانا ہوتا ہے۔ وہاں آئندہ نسلوں کے لئے سامان رشد پیدا کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس کے لئے انسانیت ہی مطمح نظر ہو سکتی ہے۔ پس ہمارے مبلغوں کو یہ مقصد مدنظر رکھکر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اسی کو مدنظر رکھنا چاہیئے ؛

اس کے بعد میں

دعا

پر تقریر ختم کرتا ہوں۔ اور دوستوں سے بھی چاہتا ہوں۔ کہ جانے والے مبلغوں کے لئے اور جو پہلے جا چکے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو اپنی رضا پر چلنے کی توفیق دے۔ ہر میدان میں ان کا حامی اور ناصر ہو۔ خود ان کی عقلوں کو تیز کرے۔ اور ان پر سچائیاں ظاہر کردے۔ تا وہ ایسی جماعت تیار کر سکیں۔ جو دین کے جھنڈے کو بلند اور اسلام کو روشن کرے ؛

نئی کتابیں

حسب ذیل کتب حال میں شائع ہوئی ہیں۔ احباب منگا کر مستفید ہوں (۱) **لائف اور مشن** :۔ حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں اپنی سوانح اور اپنا دعویٰ معہ دلائل ۱۶ صفحہ جیبی تقطیع فی ٹریکٹ ۔ر فی سینکڑہ عــہ ر (۲) **گوشت خوری** :۔ مصنفہ حضرت خلیفہ دوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ جواز گوشت خوری۔ ر فی سینکڑہ عــہ ر (۳) **اسلام کی برکات** :۔ تصنیف حضرت مسیح موعود۔ اسلام زندہ مذہب ہے اور کامل مومن کی شناخت فی ۔ر فی سینکڑہ عــہ ر (۴) **پچپن سوالات** میر قاسم علی صاحب کی طرف سے حیات مسیح پر ۵۵ سوال فی ۔ر فی سینکڑہ عــہ (۵) **لیکچر لاہور** :۔ فرمودہ حضرت مسیح موعود۔ اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب فی ۲ ۔ر عــہ ر کے آٹھ رسالے

اشتہارات

ڈاکٹروں کو موتیوں کا سرمہ بہت پسند ہے

یہ امر تو مب اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتیوں کا سرمہ جو سرکار عالی سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے خارش چشم۔ جلن پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ رتوندہ۔ گوہانجنی۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال بصارت کو تیز کرتا اور جملہ امراض چشم سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف ۸؎ محصولڈاک علاوہ۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی شہادت جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب۔ ایس۔ اے۔ ایس ہنیزدہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ سے پچھلے دنوں ایک دوست کے لئے دو تولہ سرمہ منگوایا تھا۔ انہوں نے استعمال کیا۔ انکو دھند و ناخونہ کی شکایت تھی۔ اب ان کی حالت میں پہلے سے نمایاں فرق ہے۔ براہ کرم اب ایک تولہ اور موتی سرمہ رجسٹرڈ میرے ایک دوست کیلئے بذریعہ وی پی فی الفور بھیجدیں ؛

ملنے کا پتہ:۔ موجد اکسیر معدہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی
بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

جے رام داس ولد سنت لال کنیال۔ سکنہ شورکوٹ بنام حق نواز معروف ذو الفقارہ ؛

دعویٰ ۲۰۲

اشتہار بنام حق نواز معروف ذو الفقارہ ولد وریام ذات سیال سکنہ سپلہ سریانہ تحصیل شورکوٹ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعاعلیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہ مورخہ ۲۳ ۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی

تحریر ۲۴ ۶/۲۵ ؛

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی
بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

شوری لعل ولد چندا رام مہرہ سکنہ جھنگ بنام عنایت وغیرہ ؛

دعویٰ ۱۴۰

اشتہار بنام عنایت۔ ہدایت پسران درباری اقوام مسلی سکنہ چک نمبر ۸۱ تحصیل جھنگ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے کہ مدعاعلیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہ مورخہ ۲۳ ۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۲۴ ۶/۲۵

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی
بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم کاکو شاہ رادو شاہ شہر راولپنڈی بذریعہ رام بھایا مدعی۔

بنام نور احمد درزی کشمیری محلہ شاہ نظر شہر راولپنڈی حال کوہ مری مدعاعلیہ۔

دعویٰ ۶۵۰۔۰۔۰

ہرگاہ مدعاعلیہ مقدمہ ہذا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا۔ اب تاریخ پیشی ۲۳ ۷/۲۵ مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعاعلیہ مذکور مورخہ ۲۳ ۷/۲۵ کو یعنی آئندہ تاریخ پیشی پر برائے جواب دہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اسکے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی ؛

آج بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۲۵ء بہ ثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

احمدی ڈاکٹروں و طبیبوں نیز طبی مذاق رکھنے والے احمدی بھائیوں کو مژدہ

صاحبان آپ حذاقت مآب جناب استاد الاطبا حکیم احمد الدین صاحب احمدی بانی انجمن خادم الحکمت و موجد طب جدید کے نام نامی اسم گرامی سے واقف ہوں گے۔ جنہوں نے امسال سالانہ جلسہ قادیان شریف پر بذریعہ پمفلٹ شائع شدہ آنحضرت صاحبان کو دعوت ممبر انجمن خادم الحکمت ہونے کی دی تھی۔ ان کی بنا کردہ انجمن خادم الحکمت ایک عرصہ سے جو جدید طبی خیالات کے لٹریچر شائع کر رہی ہے۔ طبی دنیا میں انہوں نے ہلچل مچادی ہے۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے۔ کہ اس انجمن نے ایک کتاب بنام مجربات طب جدید (دستور العمل) یعنی فارماکوپیا برائے ممبران مرتب کی ہے۔ جو کہ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ بِک رہی ہے۔ اس میں بانی انجمن و ممبران انجمن کے عمر بھر کے بکرسہ کر تجربہ شدہ مایہ ناز نسخے درج کئے گئے ہیں۔ تاکہ انجمن کو یہ کتاب ایک دستور العمل کا کام دے سکے۔ اور یورپ کیطرح ایلوپیتھی سے محبت رکھتے ہوئے ہم بھی اوج ترقی کے زینہ پر قدم رکھ سکیں۔

چونکہ احمدی قوم وہ قوم ہے۔ جسے خدا کے مسیح نے زندہ کیا۔ اور خدا کے ارشاد کے ماتحت دنیا کی ہر ایک قسم کی بہبودی انکے سپرد ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسکے تمام طبابت پیشہ ممبران و طب سے مذاق رکھنے والے صاحبان کو اس کتاب کے مطالعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس فن عزیز سے مخلوق خدا کو مستفید کر سکیں۔ ضروری عرض قبلہ حکیم صاحب استاد الاطبا کا فرمان ہے۔ کہ یہ جدید طبی نکات و رموزات کا دروازہ جو مجھ پر خدا تعالیٰ نے منکشف کر دیا ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے ہے۔ ایک حد تک ہم اسکو پہنچا کر اور مخلوق خدا کو اس سے مستفید کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہمنے چکنے چپڑے الفاظوں سے اشتہار کو بالکل مبرا رکھا ہے اسکی زیادہ صداقت یہ ہے۔ کہ اگر آپکو یہ فارماکوپیا ناپسند آئے۔ تو واپس کر دیں۔ ہم وی پی کے خرچ کی رقم کاٹکر بقایا رقم جناب کو بھیج دیں گے۔ ضخامت صفحہ ۱۶۹ کاغذ عمدہ سفید لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت عہ محصولڈاک علاوہ نوٹ:۔ دوسرا ایڈیشن اسکا بالکل شائع نہیں ہوگا۔ تھوڑے دنوں میں یہ کتاب دس روپیہ میں بھی آپکو نہیں مل سکے گی۔ کتاب ملنے کا پتہ

حکیم حافظ محمد عبد الرحمن حکیم حاذق سند یافتہ درجہ اول پنجاب یونیورسٹی و ممبر انجمن خادم الحکمت مقام کوٹلہ مغلاں (ضلع ڈیرہ غازیخان)

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت سوراخ چھینی ۱۲؎ پالش شدہ ۸؎

(مینجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب)

ہندوستان کی خبریں

——لکھنؤ ۴ر جولائی۔ سید نبی اللہ بیرسٹرایٹ لاء سابق صدر آل انڈیا مسلم لیگ کا آج انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

——معاصر "بندے ماترم" راوی ہے۔ کہ ضلع کانگڑہ میں ایک ہندو رئیس کی صاحبزادی کا نکاح ایک مسلمان نوجوان کے ساتھ ہوا ؎

——مدراس ۶ر جولائی۔ مدراس میل کو معلوم ہوا ہے کہ ان فرانسیسی افواج کے لئے جو مراقش میں ریف کے بالمقابل لڑ رہی ہیں۔ پانڈے چری میں ہندوستانی رنگروٹوں کی بھرتی شدومد کے ساتھ جاری ہے۔ یہ امدادی فوج ۲۷ر جولائی کو محاذ جنگ کی طرف روانہ کر دی جائے گی ؎

——شملہ ۱ر جولائی۔ آج صبح پانزدہ روزہ التواء کے بعد مجلس وضع قوانین کا اجلاس ایوان مجلس میں منعقد ہوا۔ تاکہ مسودہ گوردوارہ پر مجلس منتخبہ کی ترامیم کے ساتھ غور و خوض کیا جائے۔ ایجنڈے میں دوسرا سرکاری کام بھی شامل ہے۔ مہمانوں کی گیلری بھری ہوئی تھیں۔ سکھوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اور ان میں سیاہ پگڑی والے سکھ کافی تعداد میں موجود تھے۔ ایوان بھی بھرا ہوا تھا۔ اور اکثر ارکان حاضر تھے۔ سرکردہ مہمانوں میں لیڈی ہیلے بھی تشریف رکھتی تھیں۔ مسٹر تاریخ گوردوارہ بل پاس ہوگیا ؎

——امرتسر ۶ر جولائی۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ سردار بہادر سندر سنگھ مجیٹھیہ نے نابھہ کی کونسل آف ریجنسی کی صدارت منظور کر لی ہے۔ امرتسری اخبار اکالی کے نامہ نگار متعینہ شملہ کا بیان ہے۔ کہ اس خبر میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ہے ؎

——امرتسر ۴ر جولائی۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے ضلع کی تمام انجمنوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ ۹ر جولائی بطور یوم نابھہ کے منائی جائے۔ اور اس دن مہاراجہ صاحب نابھہ کی گدی پر بحالی کے لئے دعا کی جائے۔

——کالی کٹ ۴ر جولائی۔ ریاست کوچین میں اچھوتوں پر جو سختیاں ہو رہی ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے کوچین لیجسلیٹو کونسل میں اچھوت طبقوں کے نمائندے سخت کوششیں کر رہے ہیں ؎

——لنڈن ۳۰ر جون۔ دیوان عام میں کرنل ویجوڈ نے یہ سوال کیا۔ کہ کیا لارڈ برکن ہیڈ اس امر کے متعلق تحقیقات کرینگے کہ شملہ کی پہاڑیوں میں ایک رسم پھیل رہی ہے۔ جس کی رو سے اس پہاڑی علاقہ میں اور اس کے باہر بد اخلاقانہ طور پر لڑکیوں کی فروخت ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کی فروخت بڑے کاموں کے لئے ہو رہی ہے۔ تو کیا آپ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ سے یہ سفارش کریں گے۔ کہ وہ اس قبیح رسم کا استیصال کرے۔ ارل ونٹرٹن نے جواب دیا۔ کہ اس وقت میرے پاس اس معاملہ کے متعلق کوئی سرکاری اطلاع نہیں ہے۔ میں تحقیقات کروں گا۔

——امرتسر ۶ر جولائی۔ دان سنگھ نامی مشہور ڈاکو جو موضع ککڑ ضلع امرتسر کا رہنے والا ہے۔ اور عرصہ سات سال سے مفرور تھا۔ آج بتاریخ ۴ر جولائی کو کٹڑہ کنھیاں سے بوقت دوپہر گرفتار کر لیا گیا۔ جبکہ وہ برقعہ پہنے پھر رہا تھا ؎

——شرومنی کمیٹی نے حسب ذیل تار سردار تارا سنگھ وکیل شملہ کے نام بھیجا ہے۔ سنٹرل جیل نابھہ کے سکھ قیدی ایک ہفتہ سے بھوک ہڑتال پر ہیں۔ سخت جوش پھیل رہا ہے۔ نیز ایڈمنسٹریٹر نابھہ کے نام یہ تار بھیجا ہے۔ کہ سنا ہے۔ سنٹرل جیل نابھہ کے قیدی بھوک ہڑتال پر ہیں۔ بذریعہ تار وجہ بتائیں ؎

ممالک غیر کی خبریں

——لنڈن ۴ر جولائی۔ "مانچسٹر گارڈین" کے قول کے مطابق سر ہربرٹ سموئیل اکتوبر میں انگلینڈ سے ہندوستان روانہ ہو جائیں گے۔ ماہ جنوری کے وسط تک آپ لارڈ ریڈنگ کے پاس بطور مہمان قیام پذیر رہیں گے۔ صاحب موصوف فلسطین سے ستمبر میں انگلینڈ واپس آجائیں گے ؎

——مشہد ۴ر جولائی۔ مشہد سے طہران جانے والی سڑک پر باغیوں کے علاقہ میں جو ہوائی جہاز بھیجا گیا تھا۔ وہ واپس آگیا۔ کیونکہ حملہ آور پہاڑوں میں گھس گئے۔ اس کے بعد ترکمان پھر فرنیان کے ضلع میں آگئے۔ اور طہران کی سڑک تجارتی قافلوں کے لئے زیر اثر علاقوں میں بند ہو گئی ہے ؎

——لنڈن یکم جولائی۔ دیوان عام میں مسٹر تھرٹل نے دریافت کیا۔ کہ کیا ہندوستانی کسی ایشیاٹک ملک یا کسی اور ملک میں بطور سیاسی نمائندہ تعینات کئے جانے کے قابل ہیں۔ مسٹر چیمبرلین نے جواب دیا۔ کہ امیدوار اور ان کے والدین کی جائے پیدائش ممالک متحدہ میں ہونی چاہئے۔ یا وہ کسی ایسی نوآبادیات سے تعلق رکھتے ہوں کہ جس میں سیلف گورننگ ہو ؎

——لنڈن ۲ر جولائی۔ آج انڈیا آفس میں لارڈ اور لیڈی ریڈنگ کا استقبال ایک شاندار نظارہ تھا۔ مہمانوں میں مسٹر بالڈون۔ راجگان اور ممبران پارلیمنٹ بھی شامل تھے۔ ۲ اور ۳ ہزار کے درمیان مہمان موجود تھے۔ ہندوستانی مہمان بڑے چمکیلے اور بھڑکیلے کپڑوں میں ملبوس تھے ؎

——لنڈن ۲ر جولائی۔ ملبورن کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ دولت متحدہ آسٹریلیا کی سینٹ کی کمیٹی میں ایک مسودہ قانون پاس ہوا ہے۔ جس کی رو سے ہندوستانی باشندگان آسٹریلیا کو انتخابات کے لئے شہریت کے پورے حقوق عطا کئے گئے ہیں ؎

——لنڈن ۲ر۔ جولائی۔ کمانڈر کنوردس نے سوال کیا تھا۔ کہ ہندوستان کے ساتھ باقاعدہ ہوائی ذریعہ سے خط و کتابت کرنے میں کچھ ترقی ہوئی ہے یا نہیں۔ آج دیوان عام میں میجر سر فلپ سیسون نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس سے قبل میں جو جواب دے چکا ہوں۔ اس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ارادہ ہے۔ کہ القنطرہ اور کراچی کے درمیان سلسلہ ہوائی آمدورفت جاری کیا جائے۔ میرے خیال میں پانچ دن یا ایک ہفتہ کی اس میں بچت ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سول حکام سے ایک سکیم کے مرتب کرنے کا کہا گیا ہے۔ تاکہ القنطرہ سے کراچی تک ہفتہ وار سلسلہ قائم ہو۔ امید ہے۔ کہ عنقریب ہی رپورٹ پیش کر دینگے

——ماسکو ۳ر جولائی۔ تین جرمنی طالب علموں کو جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جرمنی رجعت پسند جماعت "کونسل" سے تعلق رکھتے تھے۔ اس جرم میں موت کی سزا دی گئی ہے۔ کہ ٹراٹزکی اور اسٹالین کو قتل کرنا چاہتے تھے ؎

——لنڈن ۳ر جولائی۔ برلن کا ایک پیام مظہر ہے کہ حکومت جرمنی نے اپنے سفیر متعینہ ماسکو کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ ماسکو کی عدالت کے اس حکم کے خلاف سخت احتجاج کرے۔ جس کی رو سے تین جرمنی طلباء کو سزائے موت دی گئی ہے۔ اور اس حکم کی تنسیخ کا مطالبہ کرے ؎

——لنڈن ۲ر جولائی۔ وارسا کے ایک پیام سے پتہ چلتا ہے کہ پولینڈ کی افواج نے سوویٹ کی سرحدی چوکیوں میں آگ لگا دی ؎

——لنڈن یکم جولائی۔ ایوان عام میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر چیمبرلین نے کہا۔ کہ حکومت فرانس اور حکومت ہسپانیہ ریف کے سمندروں میں بحری محاصرے کا اعلان نہیں کرنا چاہتیں۔ بلکہ وہ علاقہ طنجہ کے بعض مقبوضاتی سمندروں کی حفاظت کے لئے تدابیر اختیار کر رہی ہیں۔ مسٹر چیمبرلین نے درخواست کی۔ کہ مزید سوالات اس وقت ملتوی رکھے جائیں۔ جب تک کہ حکومت معاملے پر غور و خوض نہ کر لے ؎